Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل ربوہ

(ایڈیٹر: نسیم سیفی)

فون: ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۳۹-۷۴ | بدھ ۱۳، جمادی الاوّل ۱۴۱۰ھ، ۱۳، فتح ۱۳۶۸ہش، ۱۳، دسمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۸۳

اخبارِ احمدیہ

لندن سے آمدہ تازہ ترین اطلاع کے مطابق سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی سے نوازے اور ہم سب احمدیوں کو حضور کے ہر ارشاد پر بہ صمیم قلب لبیک کہنے کی توفیق دے۔

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ایمان کی نشانی ہی کیا ہے؟ اور اس کے معنے کیا ہیں؟ یہی کہ مان لینا اور پھر اس پر یقین آجانا۔ جب انسان ایک بات کو سچے دل سے مان لیتا ہے تو اس کا اس پر یقین ہو جاتا ہے اور اسی کے مطابق اس سے اعمال بھی سرزد ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص جانتا ہے کہ سنکھیا ایک زہر ہوتا ہے اور اس کے کھانے سے انسان مرجاتا ہے یا ایک سانپ جان کا دشمن ہوتا ہے جس کو کاٹتا ہے اس کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ تو اس ایمان کے بعد نہ تو وہ سنکھیا کھاتا اور نہ ہی سانپ کے سوراخ میں انگلی ڈالتا ہے۔

آج کل طاعون کے متعلق لوگوں کو ایمان ہے کہ اس کی لاگ سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے جس مکان میں طاعون ہوا اس سے کوسوں دور بھاگتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں۔ غرض جس چیز پر ایمان کامل ہوتا ہے اس کے مطابق اس سے عمل بھی صادر ہوا کرتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے موجود ہونے کا تو ایمان ہو اور حساب کتاب یاد ہو تو پھر گناہ باقی رہ جاوے۔ یہ مسئلہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا خدا تعالیٰ کا ایمان سانپ کے خوف سے بھی گیا گزرا ہے؟"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۲۹ تا ۳۳۰)

سیرالیون کے صدر میجر جنرل ڈاکٹر جے ایس موموا امیر و مشنری انچارج مکرم خلیل احمد مبشر صاحب کے ساتھ محو گفتگو

شکریہ احباب

● محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی سابق ایڈیٹر الفضل تحریر فرماتے ہیں،

میرے بڑے بیٹے عزیز سلمان احمد خان کی وفات پر پاکستان، امریکہ، کینیڈا اور انگلستان سے تعزیت کے فون، تاریں اور خطوط موصول ہوئے ہیں۔ حضور اقدس ایدہ اللہ نے کمال مہربانی و شفقت سے تعزیتی پیغام بذریعہ ٹیلی گرام بھجوایا۔ خاکسار ان سب احباب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اس غم کی گھڑی میں ہمارا ساتھ دیا۔ فرینکفرٹ کی مقامی جماعت اور محترم امیر صاحب نے اس سانحہ پر ہمارا پورا پورا ساتھ دیا۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے اپنے فضلوں سے نوازے۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالےٰ ہمیں یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت دے اور اپنے رحم و کرم کا سلوک کرے اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

● مکرم محمود مجیب اصغر صاحب کے والد مکرم میاں فضل الرحمٰن صاحب بسمل نے ۱۱، نومبر ۱۹۸۹ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں آنکھ کا اپریشن کروایا ہے جو کہ خدا کے فضل سے کامیاب ہو گیا ہے۔ احباب کرام سے موصوف کی شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

● مکرم نعمان سلیم صاحب ابن مکرم چوہدری فیض احمد اسلم صاحب (سابق سیشن جج) کا نکاح ہمراہ عزیزہ عظمیٰ روپ صاحبہ بنت مرزا عبدالمجید صاحب ۱۷، نومبر بروز جمعہ ۱۹۸۹ء کو بعوض حق مہر مبلغ ۵۰۰ ہزار روپیہ بیت الحمد اٹک شہر میں مربی سلسلہ مکرم داؤد احمد صاحب منصور نے پڑھا۔ نعمان سلیم صاحب ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب امیر جماعت ضلع اٹک کے نواسے اور عظمیٰ روپ صاحبہ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کی پوتی ہیں۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: ــــ آغا سیف اللہ ، پرنٹر: ــــ قاضی منیر احمد
مطبع: ــــ ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: ــــ دار النصر غربی ربوہ ، قیمت: ــــ ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳، فتح ۱۳۶۸ ہش ۱۳، دسمبر ۱۹۸۹ء

امدادِ مریضان

کبھی علاج معالجہ بہت آسان اور سستا تھا ۔ حکیم صاحب کا دیا ہوا عرق ۔ جوشاندہ یا پڑیہ ۔ زیادہ سے زیادہ معجون ۔ اور قیمت پیسوں یا زیادہ سے زیادہ آنوں میں ۔ نہ طِبّ کی تعلیم دور سے حاصل کی جاتی تھی نہ دوائیاں دور دیس سے آتی تھیں ۔ لیکن اب حالات بدل چکے ہیں ۔ علاج معالجہ اتنا مہنگا ہو چکا ہے کہ توبہ ہی بھلی ۔ لیکن علاج معالجہ سے توبہ کی کس طرح جاسکتی ہے ۔ جب تک انسان زندہ ہے اس کی آس کی ڈوری بندھی رہتی ہے ۔ جینے کو جی چاہتا ہے اور ہر رنگ میں تگ و دو کی جاتی ہے کہ شفا ہو جائے تو زندگی کو کچھ مزید عرصہ جاری رکھا جاسکے ۔ امراء تو علاج کروا سکتے ہیں اگرچہ سُنا ہے کہ علاج لمبا ہو جائے یا دُور دیس سے کروانا پڑے تو دیوالیہ نکل جاتا ہے ۔ غرباء کی مشکل ہے ۔ اچھے طبیب ، اچھے ڈاکٹر ۔ اچھی دوائیاں ۔ اچھا ماحول ۔ یہ سب کچھ علاج کے لئے ضروری ہیں اور ان کے لئے یہ سب کچھ ناپید کے کھاتے میں پڑ جاتے ہیں ۔

غرباء کے علاج کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف سے استعداد پاتے ہیں ۔ کھاتے پیتے ہیں ۔ اور پس انداز کر سکتے ہیں وہ اپنی دولت کا ایک حصّہ ـــ صرف ایک حصّہ ـــ غرباء کی نذر کریں ۔ ان کے علاج معالجے کے لئے صَرف کریں ۔ اور غریب لوگوں کی اس طرح مدد کر کے اللہ تعالےٰ کے پیار سے حِصّہ پائیں ۔

اس زمانے میں صحیح انسانی معاشرہ کی تشکیل کیلئے احمدیہ جماعت ہر طرح کوشاں ہے ۔ غریبوں ـــ اور غریب مریضوں ـــ کی امداد ایک اہم جزو ہے جو وہ اپنی کمائی ہوئی رقم میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ ربوہ میں فضل عمر ہسپتال میں غریبوں کا علاج مُفت ہوتا ہے ۔ اور یہ اس طرح ممکن ہو سکا ہے کہ استعداد رکھنے والے دوست " امداد مریضان " کے فنڈ میں حسبِ توفیق رقوم ادا کرتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ ان مدد کرنے والوں کی ہر طرح مدد فرمائے اور انہیں اس کارِ خیر کی بیش از پیش توفیق عطا فرمائے ۔

بولنے والا نہ دے گر بولنے کا حوصلہ
ہونٹ سِل جاتے ہیں رُک جاتی ہے ہونٹوں پر دعا
اور توفیقِ تکلّم دے تو ہر اِک حال میں
گُونج جاتی ہے زمانے بھر میں ہلکی سی صدا

ابوالاقبال

کبھی سجدوں پہ سجدے ہوں تو سب کو بے اثر کر دے
کبھی چاہے تو اِک سجدے کو سب سے معتبر کر دے

مرے مولا مَیں کیوں ہر ایک سے پُوچھوں رضا تیری
مجھے تُو آپ ہی اپنی رضا کا دیدہ ور کر دے

مری حاجات کا کیا وہ تو اِک قطرے سے کمتر ہیں
جو تُو چاہے تو میری آنکھ کو دریا کا گھر کر دے

مقدّر اپنا اپنا ہے مجھے معلوم ہے لیکن
مَیں سب کچھ دیکھ لُوں میری نظر ایسی نظر کر دے

سُبک رفتار ہو جانا مرے بس میں نہیں ہے تو
اُٹھا کر میری منزل کو مرے نزدیک تر کر دے

کہیں دُھندلا نہ جائیں نیم تاریکی میں یہ آنکھیں
ہر اِک جلوے کو مثلِ جلوۂ شمس و قمر کر دے

عدالت سے توقع ہے مجھے انصاف ملنے کی
خدا چاہے تو ہر تلوار کو میری سپر کر دے

دعاؤں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے میرے دامن میں
کوئی تو جا کے میرے دشمنِ جاں کو خبر کر دے

سفر ہر اِک مسافر پر اثر انداز ہوتا ہے
کسی کو راہزن کر دے کسی کو راہبر کر دے

مَیں آنکھیں موند لیتا ہوں تو وہ آواز دیتے ہیں
نسیم اُٹھ اور سب کو میرے جلووں کی خبر کر دے

نسیم سیفی

پانچ بنیادی اخلاق

۱ سچ کی عادت ۔
۲ نرم اور پاک زبان کا استعمال ۔
۳ وسعت حوصلہ ۔
۴ معاشرے سے تکالیف کو دُور کرنا ۔
۵ مضبوط عزم اور ہمّت ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ

تعلیم ـــ کیسے اور کیوں

"میری ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو!

میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لو۔" تاکہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو اس لئے کہ آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں۔ تاکہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے۔

علومِ جدیدہ کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کرو

میں ان کو غلطی پر جانتا ہوں جو علومِ جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علومِ جدیدہ کی تحقیقات (دین حق) سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس (دینِ حق) سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علومِ جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی رُوح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔ مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا۔

سچا فلسفہ قرآن میں ہے

جو الہامِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ جو قرآنِ کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ ان کو اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے۔ جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالےٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں۔ جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے۔ اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں۔

علومِ جدیدہ کو اِسلام کے تابع کرنا چاہیئے

پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور دعوت الی اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدو جہد سے حاصل کرو لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہلِ دل اور اہلِ ذکر کے پاس بیٹھنے کا انہیں موقعہ نہ ملا اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور (دین حق) سے دُور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ علوم کو (دین حق) کے تابع کرتے اُلٹا (دین حق) کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سُود کوشش کرکے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔ بات یہ ہے کہ ان علوم کی تعلیمیں پادریت اور فلسفیت کے رنگ میں دی جاتی ہیں۔

یک طرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا نتیجہ

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان تعلیمات کا دلدادہ چند روز تو حسن ظن کی وجہ سے جو اس کو فطرتاً حاصل ہوتا ہے رسوم (دینِ حق) کا پابند رہتا ہے۔ لیکن جوں جوں ادھر قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے (دین حق) کو دور چھوڑتا جاتا ہے اور آخر ان رسوم کی پابندی سے بالکل ہی رہ جاتا ہے اور حقیقت سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہوا ہے۔ یک طرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا بہت سے قومی لیڈر کہلا کر بھی اس رمز کو سمجھ نہیں سکے۔ کہ علومِ جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے۔ جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو۔ اور کسی اہلِ دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مردِ خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے۔

میرا ایمان یہی کہتا ہے کہ اس دہریت نما نیچریت کے پھیلنے کی یہی وجہ ہے کہ جو شیطانی حملے الحاد کے زہر سے بھرے ہوئے علومِ طبعی فلسفی یا ہیئت دانوں کی طرف سے (دینِ حق) پر ہوتے ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے یا ان کا جواب دینے کے لئے (دین حق) اور آسمانی نور کو عاجز سمجھ کر عقلی ڈھکوسلوں اور فرضی اور قیاسی دلائل کو کام میں لایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مجیب قرآن کریم کے مطالب اور مقاصد سے کہیں دور جا پڑتے ہیں اور الحاد کا ایک چھپا ہوا پردہ اپنے دل پر ڈال دیتے ہیں جو ایک وقت آکر اگر اللہ تعالےٰ اپنا فضل نہ کرے تو دھریت کا جامہ پہن لیتا ہے اور وہی رنگ دل کو دیتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

آج کل کے تعلیم یافتوں پر ایک اور بڑی آفت

آج کل کے تعلیم یافتہ لوگوں پر ایک اور بڑی آفت جو آکر پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کو دینی علوم سے مطلق مس نہیں رہتا۔ پھر جب وہ کسی ہیئت دان یا فلسفہ دان کے اعتراض پڑھتے ہیں تو (دین حق) کی نسبت شکوک اور وساوس ان کو پیدا ہو جاتے ہیں۔ تب وہ عیسائی یا دہریہ بن جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کے والدین بھی ان پر بڑا ظلم کرتے ہیں کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے ذرا سا وقت بھی ان کو نہیں دیتے اور ابتداء ہی سے ایسے دھندوں اور بکھیڑوں میں ڈال دیتے ہیں۔

تعلیم و تربیت دینی بچپن سے ہو

یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت مناسب اور موزوں ہے۔ جب داڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا مجھے خوب یاد ہے طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کی نشوونما ہونے کے باعث ایسے دلنشیں ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔ غرض یہ ایک طویل امر ہے۔

اپنی ہمسایہ قوموں سے سبق حاصل کرو

مختصر یہ کہ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہیئے کہ دینی تعلیم ابتداء سے ہی ہو۔ اور میری ابتداء سے یہی خواہش رہی ہے۔

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات
نون سین

روس میں جرم کی کیفیت

کہتے ہیں کہ آج سے ساٹھ سال پہلے امریکہ کے بعض بڑے شہروں کی یہ حالت تھی کہ بڑے سٹوروں میں بم پھینکے جا رہے ہیں اور سٹور والے مسلح موٹریں تیار رکھتے ہیں تاکہ مجرموں کو پکڑا جا سکے اور وہ ان موٹروں میں دن بھر کی کمائی بینک تک پہنچا سکیں۔ ایک دوسرے کے مخالف گروہ گلی کوچوں میں ایک دوسرے پر فائرنگ کرتے تھے اگر ان باتوں کا ذکر کیا جائے تو واقف کار لوگوں کے ذہن میں امریکہ کا ۱۹۲۱ء آتا ہے۔ لیکن اب یہی باتیں ماسکو کی یاد دلاتی ہیں۔ ایک لمبے عرصے تک وہاں یہ کہا جاتا رہا ہے کہ جرم تو سرمایہ دار مغرب میں ہوتے ہیں اور روس جہاں روسیوں کے خیال میں ہر شخص کو برابری کا درجہ دیا جاتا تھا وہاں جرم رونما ہو ہی نہیں سکتے۔ لیکن اب روس کے لوگ اس بات کا اقرار کرنے لگے ہیں کہ ان کے ہاں بھی جرم ہوتے ہیں کوئی ایسا اخبار نہیں جس میں تشدد کا ذکر نہ ہو۔ حکومت کے افسران تقریباً ہر شام ٹیلی ویژن پر خود حاضر ہو کر لوگوں کو بتاتے ہیں کہ جرم کی رفتار حد سے زیادہ بڑھ رہی ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس کی تیزی ہاتھ سے نکلتی جا رہی ہے۔ حال ہی میں ماسکو نے جرم کے جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ سنگین جرائم گذشتہ سال کی نسبت ۴۲ فیصد بڑھ گئے ہیں جبکہ عام جرائم جو گلی کوچوں میں سرزد ہوتے ہیں اور جنہیں سنگین تو نہیں کہا سکتا لیکن ہیں وہ جرائم ہی وہ گذشتہ سال کی نسبت ۷۷ فیصد زیادہ ہو گئے ہیں۔ وزیر داخلہ کے دفاتر کے کارکن اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ مختلف الاقوام ۲۸۵ ملین کی آبادی میں جرائم ساری دنیا کے مقابلے میں زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو اعداد و شمار یہ لوگ پیش کرتے ہیں وہ بھی پوری طرح درست نہیں۔ اخبارات اور ٹیلی ویژن کہتے ہیں کہ جہاں تک قتل

اور زنا بالجبر کا جرم ہے یہ گزشتہ سال سے دگنا ہو گیا ہے اور گروہ بندی کے ساتھ کئے جانے والے جرم ۳۰۰ فی صد بڑھ گئے ہیں۔ وزارت داخلہ نے کے جی بی کی حفاظتی پولیس کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ گروہ بندی کر کے جرم کرنے والوں کا مقابلہ کرے اور اس سلسلے میں ایک خاص ہوائی جہاز سکواڈ بھی ترتیب دیا گیا ہے۔

اس سال کے شروع میں صدر میخائل گورباچوف نے روسی پارلیمنٹ کو اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ مجرموں کو قرار واقعی سزائیں دی جائیں گی۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ انہیں پکڑا نہیں جا سکتا اور ان کے جرموں کی انہیں سزا نہیں دی جا سکتی۔ جیسا کہ ہر ملک میں ہوتا ہے روس میں بھی جرائم کی مختلف قسمیں ہیں۔ روسی اخبارات کہتے ہیں کہ منشیات کا کاروبار کرنے والے پامیر میں سے گزر کر روس افغانستان سرحد پر پہنچ جاتے ہیں اور وہاں بھوک کے مارے افغانیوں کو خوراک دے کر ان سے منشیات حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح روسی فوجی اخبار نے یہ بھی کہا ہے کہ فوج کے کئی لوگ جن کے پاس سب مشین گنیں ہوتی ہیں وہ منشیات کا کاروبار کرنے والوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

لینن گراڈ جو روس کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے اور جس کی آبادی پچاس لاکھ ہے وہاں ہزاروں افراد نے ایک درخواست یا احتجاج پر دستخط کئے ہیں جس میں ایک پولیس کی کارکن عورت کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔ یہ شہر کی پولیس کا تیسواں قتل ہے جو گزشتہ پانچ سال میں منشیات کا کاروبار کرنے والوں نے کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا کوئی قانون کسی جرم کو پوری طرح ختم نہیں کر سکتا۔ جرم انسان نے کرنا ہے اور جب تک انسان کا دل اور دماغ جرم سے گریز نہ کرے جرم سے نفرت نہ کرے۔ اس وقت تک جرم سرزد ہوتا رہے گا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بارہا اپنی تصانیف میں فرمایا ہے کہ جب تک خدا خوفی نہ ہو۔ جب تک انسان اس بات سے نہ ڈرے کہ خدا اسے دیکھتا ہے اور وہ اس کے ہر عمل کا جائزہ لیتا ہے اور وہ اس کے ہر اچھے عمل کی نیک جزا اور برے عمل کی سزا دینے پر قادر ہے۔ اس وقت تک برائی کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تک جرائم دنیا میں ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم نیکیوں میں اپنی زندگیاں بسر کریں۔

انڈونیشیا

سال رواں کی پانچ اگست کو انڈونیشیا کے ہوم افیئرز منسٹر روڈینی نے انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی بنڈونگ کا معائنہ کیا تو ۲۰۰ طالب علموں نے انہیں ہوٹ کیا اور ان کا کھلم کھلا مذاق اڑانے کی کوشش کی انہوں نے اس بات کے نعرے لگائے کہ اگرچہ وزیر روڈینی نے کہا تو یہ تھا کہ وہ غرباء کی امداد کریں گے اور ان کے مفاد کی حفاظت کریں گے لیکن وہ اپنے اس وعدے کو پورا نہیں کر سکے اور اس معائنے کو وہ اپنی سیاسی پوزیشن کو مستحکم کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ان ۲۰۰ طلباء میں سے ۱۱ طلباء کو گرفتار کر لیا گیا تھا اور اب میجر جنرل آر ی سوڈیوو (RIESUDEWO) جو علاقائی فوجی کمانڈر ہیں نے کہا ہے کہ ان طلباء پر باقاعدہ مقدمہ چلایا جائے گا اور حقیقت یہ ہے کہ جب یہ خبر الفضل میں چھپے گی اس وقت تک یہ مقدمہ شروع ہو چکا ہو گا۔ اگر ہر بات کسی سلیقے سے کی جائے تو یقیناً اس کے مفید نتائج نکل سکتے ہیں۔ لیکن وزیر کی آمد پر اس کے خلاف نعرے بازی اور کھلم کھلا اس کی بے حرمتی کا ارتکاب کرنا کوئی اچھا نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا دنیا کی روش اب ایسی نہج پر چل پڑی ہے کہ احتجاج اور مظاہرے کوئی مفید نتائج پیدا کرنے کی بجائے نقصان پہنچاتے ہیں مثلاً ہم جلوسوں کے متعلق اکثر سنتے ہیں کہ جس راستے پر احتجاجی جلوس گزرتا ہے وہاں پر کاریں بسیں دکانوں کے شیشے اور دیگر سامان کی توڑ پھوڑ شروع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ جن لوگوں کے خلاف احتجاج کرنا ہوتا ہے۔ انکا ان اشیاء سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اگر لوگ اپنے ایسے رویوں پر غور کریں تو یقیناً ایک بہتر معاشرہ پیدا ہو سکتا ہے اور اس بہتر معاشرے میں باتیں کہنے اور سمجھانے اور منوانے کے طریق بھی توڑ پھوڑ کی نسبت زیادہ بہتر ہوں گے

جنرل سوڈیوو نے اخبارات سے اپیل کی ہے کہ وہ اس مقدمے کی خبروں کو بے وجہ عجیب عجیب رنگ دے کر اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔ لیکن وہ اس ہدایت پر کہاں تک عمل کر سکیں گے۔ یہ تو مقدمے کے دوران اخبارات پڑھ کر ہی اندازہ لگایا جا سکے گا۔

سلمان رشدی

لندن (ا پ پ) بھارت نژاد برطانوی مصنف سلمان رشدی ایک بار پھر عالمی پریس میں موضوع سخن بن رہا ہے لندن کی ایک اسلامی تنظیم کے سربراہ نے مشرق وسطیٰ کے دورے کا منصوبہ بنایا ہے تاکہ سلمان رشدی کے خلاف موت کا فتویٰ ختم کرایا جا سکے یاد رہے کہ ایرانی مذہبی رہنما آیت اللہ خمینی نے سلمان رشدی کے خلاف موت کا فتویٰ دیا تھا۔ ڈاکٹر ہاشم العیساوی جو مذکورہ اسلامی تنظیم کے سربراہ ہیں جو آٹھ برس سے لندن میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی قائم کرنے کی خاطر کوشاں ہیں ڈاکٹر ہاشم العیساوی کو بھی دیگر مسلمانوں کی طرح سلمان رشدی کی کتاب "سٹینک ورسز" پڑھ کر دکھ ہوا تھا۔ لیکن مذکورہ مصری دانشور کا کہنا ہے کہ اسلام جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے رواداری کا مذہب ہے انہوں نے کہا کہ قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ جو شخص مذہب کا مذاق اڑائے اس کی زندگی کو ختم کر دیا جائے۔ (جنگ، ۲ نومبر ۱۹۸۹ء)

بقیہ: تعلیم ۔ کیسے اور کیوں

اور اب بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے۔ دیکھو تمہاری ہمسایہ قوموں یعنی آریوں نے کس قدر حیثیت تعلیم کے لئے بنائی۔ کئی لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کر لیا۔ کالج کی عالی شان عمارات اور سامان بھی پیدا کیا۔ اگر (آپ) پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کریں گے تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت آپ کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے" ملفوظات ۶۵ تا ۶۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریم الدین احمد

کوہ نوردی

ایک مشغلہ ـــ ایک ذریعہ تعلیم

ہم چھوٹے چھوٹے ہوا کرتے تھے کہ جب گرمیوں میں محترم میر محمود احمد صاحب کو یکدم کسی روز ایک عجیب وضع قطع میں ملبوس دیکھ کر ہم حیران و پریشان ہو جایا کرتے تھے کہ انہوں نے یہ کیا رُوپ دھار لیا۔ مگر اس وضع قطع میں وہ ہمیں بہت بھلے دکھائی دیا کرتے تھے۔ ملگجے سے کپڑوں میں ملبوس کمر پر ایک بڑا سا تھیلا باندھے سر پر ہیٹ جمائے اور ہاتھ میں ایک لمبی لاٹھی پکڑے دکھائی دے جاتے تو ایک عجیب شوق اور حیرانگی کے جذبات ہمیں گھیر لیتے اور حیران ہوتے کہ یہ فقیرانہ پیرہن کس شوق نے زیب تن کروا دیا۔

کچھ بڑے ہوئے تو یہ عقدہ کھلا کہ یہ سارے رنگ ڈھنگ HIKING کے ہیں۔ ہمارے دل میں کھد بد سی ہونے لگ گئی کہ یہ HIKING کیا ہوتی ہے۔ اور یہ کیا چیز ہے جو "فقیری" میں مبتلا کر دیتی ہے۔ بڑوں کو کریدا بھائیوں کو زچ کیا تو پتہ چلا کہ قریہ قریہ بستی بستی اپنا بوجھ اپنا سامان اپنے کندھوں پر اُٹھائے گھومنا اور نئے دیسوں کی خبر لانا HIKING ہے۔

عمر کے ساتھ ساتھ ہمارے دِل میں بھی یہ شوق مچلنے لگا کہ ہم بھی یہ رُوپ دھاریں اور نئے دیسوں اور نئے علاقوں کی خبر لائیں۔ کالج میں پہنچے تو پتہ لگا کہ ہمارے کالج (تعلیم الاسلام کالج - ربوہ) میں HIKING کا ایک باقاعدہ کلب موجود ہے اور اس کلب کے زیر اہتمام ہر سال مختلف علاقوں میں طلباء کی HIKING TEAMS جاتی ہیں۔ ہم بہت خوش ہوئے کہ دیرینہ خواہش کو ہم بھی عملی جامہ پہنائیں گے۔ مگر شومئی قسمت سے اسی دوران تعلیمی ادارے قومیا لئے گئے۔ ہمارا کالج بھی سرکاری تحویل میں چلا گیا۔ سرکاری سرپرستی میں چلے جانے کے سبب اور دوسرے یہ کہ کالج کے سرکردہ احباب کی دوسرے کالجز میں تبدیلی ہو جانے کے ہاتھوں ہمارے کالج کی بہت ساری ایسی انجمنیں اور سوسائٹیاں جو کہ ایک عرصہ سے طلباء میں غیر نصابی سرگرمیاں سرگرم رکھے ہوئے تھیں سرد خانوں کی نذر ہو گئیں۔ انہی میں کالج کا HIKING CLUB بھی زمانہ کی بوالعجبی کا شکار ہو گیا۔ اور کالج کے سارے عرصہ تعلیم کے دوران اس شوق کو عملی جامہ پہنانے کا ساماں میسّر نہ ہو سکا۔

کالج سے نکل کر جب لاہور لاء کالج میں داخلہ لیا تو کچھ اور دوستوں جو کہ ہرچند ربوہ ہی میں زیر تعلیم رہے اور ہمارے ہم جماعت بھی تھے مگر ان سے کبھی بھی بے تکلّف دوستی نہ ہو پائی تھی سے ملاقات ہوئی۔ تبدیلی مقام نے کچھ یاوری کی اور کچھ تبدیلی حالات نے رنگ دکھایا کہ سالوں میں جو فاصلے نہ مِٹ سکے تھے وہ دِنوں میں غائب ہو گئے۔ گئے دِنوں کے قصّے جب چھڑے تو ایک حسرت مشترکہ نے بھی دوستی کے تعلق میں زیادہ قربت پیدا کر دی۔ اور وہ حسرت مشترکہ تھی HIKING کا تشنہ خواب۔ اسی تشنگی نے آہستہ آہستہ اس خیال کو جنم دیا کہ اس مشغلہ کو باقاعدہ بنیادوں پر استوار کر کے ایک کلب کی شکل دی جائے اور HIKING کو دوبارہ سے ایک مشغلہ ایک ذریعہ تعلیم کے رُوپ میں زندہ کیا جائے۔ اوّلین طور پر ناکامی کے خوف کا اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے جذبات اور احساسات پر غلبہ رہا مگر شوق کی شِدّت اس خوف سے زیادہ سخت جان ثابت ہوئی اور دھیرے دھیرے اس کلب کے خدوخال ہمارے ذہنوں میں واضح ہونے لگے۔ ہمارے کچھ ساتھیوں نے دوسرے کلبوں کے زیر انتظام ماضی میں HIKING میں شمولیت کر رکھی تھی جس سے ایک حد تک واضح منزل متعین کرنے میں یاوری ہوئی۔

۱۹۸۱ء ان ارادوں اور ولولوں کو عملی شکل دینے کا سال ثابت ہوا۔ ہم پانچ دوست نئی منزلوں اور نئے دیسوں کا کھوج نکالنے کی جستجو لے کر اپنا بوریا بستر اپنی کمروں پر لادے کشمیر کی وادیوں کی طرف روانہ ہوئے۔ ہماری منزل وادئ نیلم میں ایک چھوٹا سا گاؤں شاردا تھا۔ شاردا اپنے قدرتی نظاروں گھنے جنگلوں اور بدھ دور کی یونیورسٹی کے کھنڈرات کے سبب ایک معروف بستی ہے۔

مظفر آباد، آزاد کشمیر کا دارالحکومت ہونے کے علاوہ بہت سی چھوٹی بڑی وادیوں کے سنگم کا بھی دوسرا نام ہے۔ کشمیر کی دو بڑی وادیاں، نیلم اور جہلم مظفر آباد میں ہی ایک دوسرے کے گلے ملتی ہیں۔

اہل علم کے نزدیک وادی نیلم، کشمیر جنّت نظیر، کی سب سے خوبصورت اور دلکش وادی ہے۔ اس وادی میں کچھ جگہوں پر بدھ دَور کی عمارتیں اور پتھروں پر کندہ تحریرات اس کی خوبصورتی اور پُراسراریت میں ایک عجب رنگ گھول دیتی ہیں۔ وادی نیلم میں گھنے جنگلات اور خود رو خوشبودار جھاڑیوں کی بہتات ہے اس کے ساتھ ناگن کی طرح بَل کھاتا اور شیروں کی طرح دھاڑتا دریائے نیلم پہلی نظر ہی میں مسافر کو مسحور کر دیتا ہے۔

شاردا کے قریب ایک نالہ دریائے نیلم سے آملتا ہے۔ اس نالہ کا نام سرگن ہے۔ دراصل پہاڑوں میں تمام وادیاں دریاؤں نالوں کے سنگ سنگ چلتی ہیں اور جس دریا یا نالہ کے ساتھ یہ ہو اُسی نام سے یہ وادی موسوم ہو جاتی ہے۔ بہت سی چھوٹی چھوٹی وادیاں مل کر ایک بڑی وادی پر منتج ہوتی ہیں۔ اور جس طرح چھوٹی مچھلی بڑی مچھلی کا شکار ہو کر اپنی انفرادیت کھو بیٹھتی ہے اسی طرح چھوٹے نالے اور وادیاں بڑے نالوں اور وادیوں سے مل کر اپنا تشخص کھو بیٹھتے ہیں۔

سرگن نالہ جس SUB VELLEY کی طرف لے جاتا ہے وہ وادی دراصل وادی نیلم اور وادی کاغان کے سنگم پر واقع ہے۔ یہ وادی گھنے جنگلات اور شور مچاتے نالوں کے سبب اپنے اندر ایک الگ خوبصورتی کو سموئے ہوئے تھی۔ یہاں سے ایک راستہ نوری ناڑ کو جاتا ہے۔ نوری ناڑ وادی نیلم اور وادی کاغان کے سنگم کا نام ہے۔ جغرافیہ کی زبان میں دو وادیوں کے ملاپ کے مقام کو گلی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہمارا ارادہ اس گلی کو پار کر کے وادی کاغان میں داخل ہونے کا تھا۔ شاردا سے سرگن نالہ کے ساتھ ساتھ صرف پیدل راستہ ہی وادی میں لے جاتا ہے۔ HIKING وادیوں میں اپنا بوجھ اٹھانے پیدل گھومنے کا دوسرا نام ہے، کمر پر تھیلا باندھے جس میں سامان خورونوش، سونے کے لئے کمبل (SLEEPING BAG) اور مختصر ترین مگر گرم لباس سموئے وادی وادی سرگرداں گھومنا اور قدرت کے نظاروں سے حظ اٹھانا اور ساتھ ساتھ یہاں کے مکینوں کے انداز بود و باش کا مطالعہ کرنا اس مشغلہ میں عجب قوس و قزح کا رنگ بھر دیتا ہے۔ ایسے میں اگر ٹیم (TEAM) بے تکلّف اور ہم خیال دوستوں پر مشتمل ہو تو یہ چند دن کی سرگردانی تمام عمر کے لئے دلکش اور خوشبودار یادوں کا خزینہ ثابت ہوتی ہے۔

ہمارا ارادہ نوری ناڑ کے راستہ وادی کاغان میں داخل ہونے کا تھا۔ مگر ابھی ہم آغاز ہی میں تھے کہ کچھ مقامی افراد سے ملاقات ہوئی۔ انہیں جب ہمارے ارادے اور نئی مسافتوں اور نئی منزلوں کی تلاش کے شوق کا علم ہوا تو انہوں نے ہمیں ایک دوسرے راستہ کی خبر دی۔ اور بتلایا کہ ان کے مجوزہ راستہ کے مقابلہ پر نوری ناڑ والا راستہ ایک عام گزرگاہ کا مقام رکھتا ہے کیونکہ نوری ناڑ کی کشمیر کی طرف پر آخر تک کشمیری لوگ آباد ہیں اور کاغان والی طرف کاغانی افراد آباد ہیں۔ اس کے مقابلہ پر ان کے مجوزہ راستہ پر پہلے ہمیں کشمیری لوگوں کے علاقہ میں سے نکل کر "چلاسی" افراد کے علاقہ میں دو تین دن گزارنے پڑیں گے اور پھر وہاں سے وادی کاغان میں داخلہ ہوگا۔ راستہ ہی میں ہم نے آپس میں مشورہ کیا اور نوری ناڑ کا ارادہ ملتوی کر کے دوسرے راستہ کو اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس راستہ کو اختیار کرنے میں جس بات نے سب سے زیادہ آمادہ کیا وہ اس کا دور دراز ہونا تھا کیونکہ ہمارے علم کے مطابق ہمارے بعض واقف کار اس سے قبل نوری ناڑ والا راستہ (TREK) کر چکے تھے۔ جبکہ جن دیسوں کی خبر یہ مقامی دے رہے تھے ان کا ذکر تک بھی ہم نے کبھی اپنے بڑوں کو کرتے نہ سُنا تھا۔

ہمارا اب منتخب شُدہ راستہ آہستہ آہستہ چڑھائی کی طرف مائل اور لمحہ بہ لمحہ مشکل تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔ مگر اس سختی میں ایک الگ لطف تھا۔ اور یہ احساس کہ "پچھلے دن بہار کے یونہی گزر گئے" دل میں عجب کسک پیدا کر رہا تھا۔ ہم جب کشمیری قوم کے زیر قبضہ علاقہ کی آخری حدود کو پہنچے تو ایک عجب یقین و بے یقینی کا ایک عالم ہمیں لپیٹے ہوا تھا۔ کیونکہ کشمیری افراد کا چلاسی افراد کے ساتھ کسی قسم کا کوئی رابطہ نہ تھا۔ اور ربط نہ ہونے کے سبب چلاسی افراد کے بارہ میں اُن کے عجب پریشان کن احساسات و خیالات تھے۔ اب علاقہ بھی نسبتاً زیادہ غیر آباد ہو چکا تھا۔ مگر قدرتی مناظر TREE LINE کے قریب پہنچ جانے کے سبب مختلف ہیئت اختیار کر گئے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درختوں کی نشوونما کیلئے مختلف عوامل کی موجودگی لازم ہے۔ سطح سمندر سے دس ہزار (۱۰،۰۰۰) فٹ کی بلندی کے ارد گرد یہ عوامل مفقود ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور دس ہزار پانچ سو (۱۰،۵۰۰) فٹ کی بلندی پر درخت مکمل طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس بلندی کو اہل علم TREE LINE کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایک دو ہزار فٹ کی بلندی تک سبزہ پہاڑوں کو ایک سبز چادر اوڑھائے رکھتا ہے۔ اس سے اوپر یا تو پتھریلے پہاڑ آدمی کو خوش آمدید کہتے ہیں یا برف سے ڈھکی چوٹیاں بازو پھیلائے ملتی ہیں۔

یہ علاقہ برف پوش چوٹیوں۔ پتھریلے پہاڑوں اور درختوں سے معمور وادیوں کے امتزاج سے ایک انتہائی دلفریب اور دلکش تصویر پیش کرتا ہے۔ اور بیساختہ زبان پہ مالکِ دوجہاں کی تسبیح جاری ہو جاتی ہے۔ یہ علاقہ ہمارے عرفِ عام میں علاقہ غیر کے نام سے موسوم علاقہ کے بہت نزدیک ہے۔ اور علاقہ غیر کے بہت سے معاشرتی اوصاف اس میں پائے جاتے ہیں۔ جس سے افسانوی سی صورتحال کا سامنا ہوتا ہے۔

چلاسی لوگوں سے ملاقات نے ایک دوسری ہی جہان کی سیر کروا دی۔ یہ لوگ انتہائی مہمان نواز اور خوش خلق واقع ہوئے ہیں۔ ان کے بارہ میں جو عجیب اور پریشان کن روایات سنی تھیں اس کے تناظر میں ان کے طرزِ عمل نے معمول سے بڑھ کر ہمارے اعصاب پر خوشگوار اثر مرتب کیا۔ یہ لوگ گرمیوں میں اپنے جانور ساتھ لے کر اوپر چراگاہوں پر چلے آتے ہیں اور سردیوں میں جب یہ چراگاہیں کئی کئی فٹ گہری برف کی دبیز تہوں تلے دب جاتی ہیں تو یہ لوگ نیچے نسبتاً گرم علاقوں میں کوچ کر جاتے ہیں۔ ان کا یہ سفر صدیوں سے جاری ہے اور شاید تا ابد الآباد اسی طرح جاری رہے گا۔ ان کی زندگی کا انداز جو آج سے صدیوں قبل تھا آج بھی تقریباً ویسے ہی ہے۔ یہاں پر آ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وقت تھم سا گیا ہو۔ ان کے آباء بھی بکریاں وغیرہ پالتے تھے یہ بھی یہی کچھ کرتے ہیں۔ چلاسی مردانہ اوصاف کی حامل قوم ہیں۔ ہم جب ان کی پہلی بستی جو کہ صرف تین گھروندوں پر مشتمل تھی، اور ساتھ میں بکریوں کیلئے ایک واڑہ تھا کے قریب پہنچے تو اپنی زندگی کے چند انتہائی پُرلطف اور پُرکیف نظاروں میں سے ایک نظارہ دیکھا۔ ان کے گھروندوں کے ساتھ نسبتاً ہموار ایک چھوٹا سا میدان، جس کی پیمائش بمشکل ساٹھ گز چوڑائی اور اسی گز لمبائی ہوگی، تھا اور وہاں پر چار افراد گھوڑوں پر سوار پولو کھیلنے میں معروف نظر آئے۔ گیارہ ساڑھے گیارہ ہزار فٹ کی بلندی پر یوں چھوٹا سا میدان ہونا اور اس پر پولو جیسے مردانہ کھیل میں مگن ہونا، ایک انتہائی ولولہ انگیز نظارہ تھا۔

جدید تحقیق نے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچا دی ہے کہ پولو دراصل بلتستان سے ہی شروع ہوئی۔ اور یہاں سے انگریزوں کی آمد کے سبب برصغیر سے نکل کر دنیا بھر میں مقبول ہوئی۔ اس طرح سے پولو اپنے مادری وطن میں یوں بلندیوں پر فلک بوس چوٹیوں کے دامن میں مقامیوں کو کھیلتے دیکھ کر طبیعت میں عجب خوشگوار مثبت اثرات مرتب ہوئے اور یہاں تک پہنچنے کی تمام صعوبتیں اور مشکلیں لمحہ بھر میں شبنم کی طرح غائب ہوگئیں۔

ہم ان کی بستی سے مقابلتاً خاصی بلندی پر تھے اور اس بلندی پر سے ہم خاصی دیر تک ان کے اس مردانہ کھیل کا لطف اٹھاتے رہے۔ جب ہم ان کی بستی میں داخل ہوئے تو یوں اجنبیوں کو اپنے درمیان دیکھ کر ان کے چہروں پر ایک شادمانی اور حیرانگی کے اثرات ظاہر ہوئے۔ ہم نے جب اپنا تعارف کروایا اور اپنے یوں سرگرداں پھرنے کا سبب انہیں بتلایا تو انہوں نے کھلے بازوؤں اور روشن چہروں کے ساتھ ہمارا استقبال کیا اور لسّی سے ہماری تواضع کی۔

ہم عصر کے وقت کے قریب ان کی بستی میں پہنچے تھے۔ باقی تمام وقت ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے گزرا۔ ان سے ان کے اطوار اور ان کے طرزِ بود و باش کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔ ان کی اس بات نے کہ آج تک ان کی بستی تک ہماری طرح کا کوئی اور قافلہ نہ پہنچا ہے اور نہ کبھی انہوں نے سُنا کہ کبھی اِدھر اُن لوگوں کے علاوہ کوئی آیا ہو، نے ہمیں ایک عجب احساس سے روشناس کیا۔ رات جب سونے لگے تو ان کا سردار اپنے بھائی کے ساتھ ہمیں دبانے کیلئے آمادہ بلکہ مُصر نظر آئے۔ ہم قدرتی طور پر ان کے اس انداز مہمان نوازی سے متاثر ہوئے مگر ساتھ ہی احساس ممنونیت کے ہاتھوں ہم نے انکار کرنا چاہا۔ تو انہوں نے عجب سادگی سے کہا کہ آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں اور ہماری روایت ہے کہ مہمانوں کو رات سردار اور اس کے عزیز دباتے ہیں تا مہمان کی تھکاوٹ دُور ہو۔ اگر آپ نے ہمیں اجازت نہ دی تو یہ ہماری روایت اور ہمارے دستور کے خلاف ہوگا اور ہماری دِل شکنی ہوگی۔ اس طرح انہوں نے ہم سب کو باری باری دبایا۔ اُن کے اس اندازِ مہمان نوازی نے ہمارے دلوں پر نہایت خوشگوار اور ممنونیت کے جذبات کا اثر دکھایا۔ یہ لوگ مشتاق گھڑسوار اور اعلیٰ نشانچی واقع ہوئے ہیں۔

اگلے روز ہم گلی پار کرنے کے بعد راستہ بھول گئے۔ یہ علاقہ مکمل طور پر غیر آباد اور کسی قسم کے ذی نفس سے مبرّا تھا اوپر سے بادل گھِر کر آئے اور ہلکی برف باری شروع ہو گئی۔ اور ہم معلومات نہ ہونے کے سبب جانتے بھی نہ تھے کہ ہم راستہ بھول چکے ہیں۔ ایسے میں بالکل غیب سے اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی اور ہمیں دُور دو نقطے سے حرکت کرتے دکھائی دیئے جو کچھ دیر بعد انسانی اجسام میں ڈھل گئے، ہم نے سیٹیاں بجا کر اور اونچی آواز سے بلا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی اور بالآخر اس میں کامیاب ہو گئے۔ وہ اپنا راستہ چھوڑ کر ہماری طرف چلے آئے۔ اور چلاسی قوم کے کردار کی ایک اور خوبصورت جہت سے ہمیں آشنا کیا۔ جب وہ ہمارے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ اردو سے مکمل طور پر نابلد ہیں، ہیں کیا بلکہ ہے کیونکہ ان میں سے ایک اٹھارہ بیس سال کا خوبصورت نوجوان تھا اور دوسرا اس کے ساتھ چھ سات سال کا اُس کا چھوٹا بھائی۔ اب "زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم" والا معاملہ تھا۔ ہم میں سے کسی کو چلاسی یا پشتو نہ آتی تھی اور موصوف اردو سے بالکل ناآشنا تھے۔ بصد مشکل اس تک ہم اپنا مدعا بیان کرنے میں کامیاب ہو سکے کہ ہم "گال" جو کہ ہماری منزل تھی پہنچنا چاہتے ہیں۔ اس نے کچھ زبانی اور زیادہ اشاروں سے ہمیں بتلایا کہ ہم لوگ غلط طرف آنکلے ہیں ہم میں سے ایک صاحب ٹوٹی پھوٹی پشتو کے چند الفاظ جانتے تھے۔ اُس نے اسے بتایا کہ وہ ہمیں سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کرے۔ تو وہ نوجوان فوری طور پر ہماری مدد کیلئے تیار ہوگیا۔ اس امر کیلئے اسے اپنے راستہ سے کم از کم دو تین میل نیچے آنا پڑنا تھا۔ مگر اس نے کسی قسم کے پس و پیش سے کام نہ لیا اور ہمارے ساتھ چل پڑا۔ ابھی ہمیں چلے تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اس کے چھوٹے بھائی نے شکائتی لہجہ میں اسے کچھ بات کہی۔ جس کے جواب میں اس نے اسے وہیں بیٹھنے کیلئے کہا اور خود ہمارے ساتھ نیچے اترتا چلا گیا۔ ہمارے اصرار پر اس نے بتایا کہ اس کا چھوٹا بھائی تھکاوٹ کی شکائت کرتا تھا۔ اس لئے میں نے اس کو وہاں بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب بڑا بھائی اسے وہیں ویرانہ میں بیٹھنے کیلئے کہہ رہا تھا تو میرے نزدیک ہمارے ارد گرد چھ سات میل کے دائرہ میں شاید ہی کوئی اور انسان موجود ہو۔ مگر ان تمام حالات کے باوجود بچے نے ایک لحظہ کیلئے بھی کسی قسم کی گھبراہٹ یا ڈر کا اظہار نہ کیا اور نہ ہی اس نوجوان نے کسی قسم کی پریشانی کا اظہار کیا کہ چھوٹے سے بچے کو ویرانہ میں اکیلا چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب ہم نے اسے واپس جانے کو کہا اس وقت ہی وہ واپس جانے کو آمادہ ہوا۔ اس نوجوان اور بچے کے اس طرزِ عمل نے ہم پر بہت مثبت اثر کیا اور ہمارے دلوں میں بیٹھے ہوئے بہت سے بے بنیاد خوفوں اور اندیشوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

"گال" بلند و بالا پہاڑوں میں چاروں طرف سے گھری ہوئی خاموشی سے بہتے ہوئے جھرنوں کے کنارے آباد آٹھ دس چلاسی گھرانوں کی اس علاقہ میں سب سے بڑی بستی ہے۔ اس کے اِرد گِرد کا علاقہ نسبتاً ہموار ہے اور قریبی پہاڑوں پر ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔ جس سے یہ بستی ذہن میں ایک اَن مٹ خوبصورتی اور دلکشی کی یاد چھوڑ جاتی ہے۔ یہاں بھی ہم چلاسی قوم کے افراد کی بے لوث اور پُرخلوص مہمان نوازی سے لُطف اندوز ہوئے۔

گال سے دو دن کی مسافت کے بعد ہم ایک اور گلی پار کر کے وادی کاغان میں جل کھڈ، جو کہ وادی کاغان کے بالائی حِصّہ میں واقع ہے کے مقام پر داخل ہوئے۔ اور اسی طرح سے چند دن اور کوہ نوردی کرتے دوبارہ سے "رتی گلی" کو پار کر کے وادی نیلم میں داخل ہوئے اور دواریاں کے مقام پر اس سال کی کوہ نوردی کی مہم کو ختم کیا۔

اس مہم کے دوران ہر روز قدرت کو ایک نئے رُوپ میں آشکارا پایا۔ اور ہر رات اس احساس کے ساتھ نیند کی وادیوں میں کھوئے کہ حصول علم کے بے شمار ذرائع اور طریق میں سے کوہ نوردی ایک خوبصورت اور دلچسپ ذریعہ تعلیم ہے۔ ان ایّام میں مختلف النوع موضوعات کے بارہ میں آشنائی حاصل ہوئی جو کہ پچھلے کئی سالوں میں نہ حاصل کر پائے تھے۔

ایک معروف فلاسفر کا بہت مشہور قول ہے کہ

"آدھی دنیا کے افراد نہیں جانتے
کہ باقی آدھی دنیا کے افراد
کیسے جیتے ہیں"۔

اس کا عملی مظاہرہ ہم نے ان ایّام میں دیکھا

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :۔
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز
ربوہ

مسل نمبر ۲۷۲۱۸۔ میں بشیر احمد ولد اللہ بخش صاحب پیشہ واقف زندگی عمر ۶۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲/۱۴ دارالبرکات ربوہ حال گیمبیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) مکان ۲/۱۴ کا ۱/۲ حصہ واقع دارالبرکات ربوہ مالیتی دو لاکھ روپے (۲) زرعی زمین ۲ ایکڑ واقع چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ مالیتی ۲۰۰۰۰/- (۳) مکان 2-B/8-C/485 برقبہ ۲½ مرلے واقع الہ دین روڈ لاہور کینٹ مالیتی 1500000/- روپے (۴) کیش ڈیپازٹ ان سیونگ سکیم اپنے بچوں کے لئے تیس لاکھ روپے۔ (۵) پلاٹ برقبہ ایک کنال واقع والٹن روڈ لاہور کینٹ مالیتی دو لاکھ روپے۔ کل جائیداد 4930000/- روپے سالانہ آمد از [illegible] ڈیپازٹ ۲ لاکھ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- ڈالرز + ۲۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ + پنشن مل رہے ہیں اور مبلغ ۸۰۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ ۱/۲/۸۹ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ بشیر احمد ولد اللہ بخش صاحب ۲/۱۴ دارالبرکات ربوہ حال گیمبیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ ایم۔ ایم اقبال ولد جی ایم ثالث گیمبیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ منور احمد خورشید ولد بشارت احمد گیمبیا۔

مسل نمبر ۲۷۲۱۹۔ میں سیدہ بشریٰ بنت سید احمد علی صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈرگ کراچی حال ناروے بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۸/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ طلائی زیورات پندرہ تولہ مالیتی ۴۵ ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۷,۰۰۰/- کرونرز ماہوار ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ سیدہ بشریٰ ڈرگ روڈ کراچی حال ناروے۔ گواہ شد نمبر۱۔ زرتشت منیر احمد خان۔ ناروے۔ وصیت نمبر ۲۳۲۵۰۔ گواہ شد نمبر۲۔ نعمت اللہ ناروے وصیت نمبر ۲۵۰۸۲۔

مسل نمبر ۲۷۲۲۰۔ میں عزیز احمد طاہر ولد چوہدری عبداللطیف صاحب قوم راجپوت کھوکھر پیشہ تدریس عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فیکٹری ایریا ربوہ حال ٹوبہ ٹیک سنگھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27/7/89 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) مکان نمبر ۵/۷ برقبہ ۱۰ مرلہ واقع محلہ ناصر آباد ربوہ مالیتی ایک لاکھ روپے (۲) مکان 2.60/ج واقع محلہ چوہدری پارک ٹوبہ ٹیک سنگھ جس کے نصف کا مالک ہوں اور نصف کی مالکہ میری بیوی ہے مالیتی ایک لاکھ ۲۰ ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ ۲۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عزیز احمد طاہر ایم اے محلہ فیکٹری ایریا ربوہ حال محلہ چوہدری پارک ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ گواہ شد نمبر۱۔ مبارک احمد شاہ وصیت نمبر ۱۸۴۰۰۔ گواہ شد نمبر۲ عبداللطیف اوورسیر والد موصی۔

مسل نمبر ۲۷۲۲۱۔ میں آسیہ نعیم بنت نعیم احمد ظفر قوم جنجوعہ راجپوت پیشہ طالب علمی عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۱/۱۲ رحمت بازار ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۷/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) کوکا ناک طلائی مالیتی ۱۵۰/- روپے (۲) گھڑی کلائی مالیتی ۱۵۰/- روپے (۳) تین عدد انگوٹھی چاندی وزنی ۵ گرام مالیتی ۵۵/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ آسیہ نعیم بنت نعیم احمد ظفر۔ ۱۱/۱۲ دارالرحمت غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ نعیم احمد ظفر والد موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ بشارت احمد وصیت نمبر ۲۴۰۶۰

الفضل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

کھیل اور کھلاڑی

منصور احمد مبشر

یہ ایک انتہائی تسلی بخش بات ہے کہ پاکستان کو کئی افتتاحی کھلاڑی آزمانے کے بعد کہیں جا کر عامر ملک اور رمیض راجہ کی صورت میں قابل اعتماد اوپننگ پیئر ملا ہے۔ ان دونوں کی سوجھ بوجھ والی بیٹنگ کی بدولت فیصل آباد کے بعد لاہور میں بھی پاکستان کو پہلی وکٹ کی پارٹنرشپ کی سنچری ملی۔ اسی بنا پر بعد میں آنے والے بیٹسمینوں کی پرفارمنس بھی اچھی جا رہی ہے۔ لاہور ٹیسٹ کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ پاکستان کی جانب سے سو یا سو سے زائد رنز کی چار پارٹنرشپ ہوئیں۔ پہلی وکٹ کی رفاقت میں ایک سو دوسری وکٹ کی رفاقت میں ایک سو تئیس چوتھی وکٹ کی رفاقت میں دو سو چھیالیس اور پانچویں وکٹ کی رفاقت میں ایک سو چونتیس رنز بنے۔ ایک اور اچھا پہلو یہ بھی ہے کہ کسی کھلاڑی نے بھی نصف سنچری سے کم سکور نہیں کیا۔ رمیض راجہ، سلیم ملک اور عمران خان نے نصف سنچریاں بنائیں۔ شعیب محمد دو سو تین اور عبدالقادر انتالیس سکور کے ساتھ ناٹ آؤٹ رہے۔ عبدالقادر نے اسی ٹیسٹ کے دوران اپنے ٹیسٹ ڈبل مکمل کرنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ بیٹنگ کی متذکرہ ساری عمدہ پرفارمنس میں قذافی سٹیڈیم کی بے جان وکٹ کا کردار بڑا نمایاں ہے۔

پاک بھارت سیریز کا چوتھا اور فیصلہ کن معرکہ جناح سٹیڈیم سیالکوٹ میں شروع ہو چکا ہے پہلے تینوں ٹیسٹ غیر فیصلہ کن رہے ہیں اور سیریز کے فیصلے کا تمام دارومدار اس حالیہ ٹیسٹ پر ہے بھارت نے پاکستان کے خلاف اپنی اوپننگ اننگز میں کھیل ختم ہونے تک ۳ وکٹوں کے نقصان پر ۱۸۱ رنز بنائے تھے۔ بے تحاشہ کیچ چھوڑنے کی وجہ سے پاکستانی ٹیم ٹاس جیتنے کا کوئی فائدہ نہ اٹھا سکی شاہد اور اکرم کی جگہ وقار یونس اور ذاکر خان کو شامل کیا گیا ہے۔ کپتان عمران خان نے سیالکوٹ کی وکٹ کو گذشتہ وکٹوں کے مقابلے میں ایک اچھی اور قابل اعتماد وکٹ قرار دیا ہے۔

(قارئین جب یہ خبر پڑھ رہے ہوں گے تو میچ کا فیصلہ ہو چکا ہوگا)

سکواش :۔ گذشتہ ماہ سٹٹ گارڈ میں سکواش چیمپئن شپ کے فائنل میں دلجمعی سے نہ کھیلنے پر انٹرنیشنل سکواش پلیئرز ایسوسی ایشن نے دنیا کے نمبر ایک کھلاڑی اور عالمی چیمپئن پاکستان کے جان شیر خان کو پانچ سو پونڈ جرمانہ کیا ہے۔ اس فائنل میں جان شیر خان صرف ۳۵ منٹ میں اپنے ہم وطن جہانگیر خان سے ہار گئے تھے۔ جان شیر خان نے بیان دیا تھا کہ وہ لگاتار میچ کھیل کر بور ہو چکے ہیں اور میچوں سے ان کی دلچسپی کم ہو گئی ہے ممکن ہے وہ نتیجۃً اپنا دنیا کے نمبر ایک کھلاڑی ہونے کا اعزاز بھی کھو بیٹھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گندم کی زیادہ پیداوار حاصل کیجئے

آجکل گندم کاشت کی جا رہی ہے ہر کاشتکار کی خواہش ہے کہ فی ایکڑ زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جائے۔ لہذا کاشتکار احباب کی خدمت میں چند گزارشات پیش کی جاتی ہیں۔

ا۔ زمین کو اچھی طرح تیار کریں جس قدر زیادہ ہل چلا سکیں چلائیں تا زمین نرم اور بھربھری ہو جائے۔ گھاس اور جڑی بوٹیوں کی تلفی ہو جائے۔ سہاگہ چلا کر کھیت ہموار کیا جائے تاکہ پانی آسانی سے لگایا جا سکے۔

ب۔ گندم کی ترقی دادہ اقسام جو محکمہ زراعت نے بتائی ہوئی ہوں ان کو کاشت کیا جائے۔ گندم پاک ۸۱ بڑی موزوں قسم ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب ۸۵ فیصل آباد ۸۵ بلیو سلور سونا لیکا وغیرہ ہیں۔

اگر اپنا تیار کردہ بیج رکھا ہوا ہے تو اس کو اچھی طرح صاف کر لیا جائے دھوپ لگائی جائے تاکہ بیماریوں گنگی وغیرہ سے محفوظ ہو جائے۔ بیج کو دوائی بینلیٹ ڈیٹاویکس وغیرہ لگائی جائے۔

ج۔ گندم کی کاشت کو ۱۵ دسمبر تک مکمل کر لیا جائے۔ پچھیتی کاشت گندم کی پیداوار کم ہو جاتی ہے۔ بیج ایک من سے ڈیڑھ من فی ایکڑ کے حساب سے استعمال کریں۔ کاشت بذریعہ ڈرل (ربیلو والی یا ٹریکٹر ڈرل) کی جائے۔ اگر نہ ہو سکے تو دیسی ہل کے پیچھے پور باندھی جائے بیج ڈیڑھ سے اڑھائی انچ گہرائی میں ڈالیں۔

د۔ بوقت کاشت ۴۔ ۵ بوری سنگل سپر فاسفیٹ۔ ا بوری پوٹاش ایک بوری امونیم سلفیٹ یا امونیم نائٹریٹ یا نصف بوری یوریا استعمال کریں۔ پہلا پانی ۱۸ / ۲۰ دن بعد لگائیں۔ اسی وقت ایک بوری پوٹاش اور ایک بوری امونیم سلفیٹ / امونیم نائٹریٹ یا نصف بوری یوریا استعمال کی جائے۔ بعد ازاں ہر پانی پر امونیم سلفیٹ / امونیم نائٹریٹ ڈالی جائے۔ دانہ بننے کے وقت ایک بوری پوٹاش دیں۔

ر۔ جڑی بوٹیوں کی تلفی بڑی ضروری ہے۔ ان کی وجہ سے پیداوار میں بڑی کمی ہو جاتی ہے لہذا پہلا پانی دینے کے بعد بار ہیرو استعمال کی جائے۔ دو چار دفعہ چلانے سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی تلفی کے لئے ادویات بھی استعمال کی جا سکتی ہیں۔ ڈائیکوران ایم ایریلان۔ کارمیکس۔ اسٹامپ۔ ٹریبونل۔ بکٹرل ایم وغیرہ استعمال کریں۔ پہلا پانی دینے کے بعد تر وتر میں استعمال کریں۔ جب دوائی استعمال کرنی ہو تو بار ہیرو نہ کیا جائے۔

س۔ عام طور پر کاشتکار پوٹاش کا استعمال کم کرتے ہیں حالانکہ اس کی بڑی ضرورت ہے۔ اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لیے تین دفعہ استعمال کیا جائے۔ یعنی ایک بوری بوقت کاشت۔ دوسری بوری پہلے پانی پر اور تیسری دانہ بنتے وقت امید ہے کہ ہمارے کاشتکار احباب درج شدہ امور کا خیال رکھیں گے اور زیادہ پیداوار حاصل کریں گے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت عطا فرمائے۔

(مرسلہ نظارت زراعت)

بقیہ: کوہ نوردی

یہاں کے آداب زندگی اور رموزِ زندگانی۔ انسانی ارتقاء کی ایک الگ ہی داستان سناتے ہیں۔ پہاڑوں کی بناوٹ، مختلف قدرتی عوامل کا ان کی تشکیل میں اثر و نفوذ، موسمی تغیرات، انسانوں اور اشجار پر ان کے اثرات الغرض لاتعداد نئے مضامین فطرت سے آشنائی ہوئی۔ اور ایک ایسی لت پڑی کہ اب ہر سال رُت بدلتے ہی۔ "پھر بہار آئی وہی دشت نوردی ہوگی" کا سا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ اور ہر سال کسی نئے علاقے کی خبر لانے کی دھن میں گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتا ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔

خبریں

ملکی خبریں

● صدر پاکستان غلام اسحٰق خاں نے لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب اے ایس سلام بلوچستان ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب عبدالقدیر چوہدری، سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب اجمل میاں، اور ریٹائرڈ جسٹس رستم ایس سدھو کو سپریم کورٹ کا جج مقرر کیا ہے۔ جبکہ ریٹائرڈ جسٹس جناب عبدالحفیظ کو سپریم کورٹ کا قائم مقام جج مقرر کیا گیا ہے۔ صدر نے جناب محمد رفیق تارڑ کو لاہور ہائی کورٹ، جناب سجاد علی شاہ کو سندھ ہائی کورٹ، جناب میر ہزار خان کھوسو کو بلوچستان ہائی کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کیا ہے۔ یہ تقرریاں اس تاریخ سے موثر ہونگی جب یہ جج صاحبان اپنا اپنا منصب سنبھالیں گے۔

● وفاقی وزارت پٹرولیم نے گھریلو صارفین کے لئے سوئی گیس کے نرخوں میں تین فیصد سے بارہ فیصد اضافہ کر دیا ہے جس پر یکم دسمبر ۱۹۸۹ء سے عمل درآمد ہوگا۔ اس طرح چار پانچ ماہ میں بجلی کے بعد گیس کے نرخوں میں بھی اضافہ ہو گیا ہے جس پر عوامی حلقوں میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے اور انہوں نے نرخوں پر نظر ثانی کا مطالبہ کیا ہے۔

● صدر مملکت غلام اسحٰق خاں نے آرٹس کونسل میں اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے ان کے اس سوال کا جواب کہ آپ کے اور وزیر اعظم کے درمیان اختلافات دور ہو گئے ہیں دیتے ہوئے کہا کہ جب اختلافات ہی نہیں تھے ان کو طے کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

غیر ملکی خبریں

● گیارہ دسمبر کو دنیا میں سماجی ارتقاء اور ترقی کے اعلان کی بیسویں سالگرہ منائی جا رہی ہے اس پروگرام میں معاشرے کی سماجی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں خصوصاً جہالت، افلاس، بیماری، عدم مساوات اور استحصال جیسے ناسوروں کو دور کرنے کی خاطر بھرپور کوششیں شامل ہیں۔

● دوسری جنگ عظیم کے چار اتحادی ملک امریکہ سوویت یونین فرانس اور برطانیہ کے نمائندے منقسم شہر برلن کے بارے میں سوموار کے روز مغربی برلن میں بات چیت کر رہے ہیں۔ مغربی اتحادیوں کے موجودہ ترجمان فرانس کے فوجی حکام نے برلن میں ایک سرکاری بیان میں کہا ہے کہ عوامی جمہوریہ جرمنی کی طرف سے اپنے باشندوں پر سے تمام سفری پابندیاں اٹھائے جانے کے بعد وہاں کی صورتحال کا جائزہ لیا جائے گا۔ اجلاس ماسکو کی درخواست پر ہو رہا ہے۔

● پراگ میں ہزاروں باشندے چیکوسلواکیہ کی نئی حکومت کی تشکیل پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ ۱۹۴۸ء کے بعد سے یہ پہلی حکومت ہے جس میں کمیونسٹوں کو اکثریت حاصل نہیں ہے۔

● بھارت کے وزیر داخلہ کی بیٹی آنسہ ربیعہ سعید کی بحفاظت رہائی کے لئے مقبوضہ کشمیر کی انتظامیہ اور اغوا کنندگان کے درمیان پیش رفت ہوئی ہے۔ اُمید ہے کہ جلد ہی انہیں رہا کر دیا جائے گا۔

ناصر کنڈر گارٹن

محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ

محکمہ تعلیم گورنمنٹ پنجاب سے منظور شدہ

نرسری کلاس میں داخلہ

۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء سے شروع ہوگا

پرنسپل